Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

امت مسلمہ کا فکری جمود اور تقلید مغرب-اسباب اور ان کا حل

MUSLIM UMMAH'S IDEOLOGICAL STAGNATION AND WESTERNIZATION (CAUSES AND SOLUTION)

Muhammad Aslam[1], Ali Imran[2], Dr. Anwarullah Tayyabi[3]

1. PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan, Aslamazad173@gmail.com
2. PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara Pakistan, Aliimranjfs888@gmail.com
3. Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan, Dr.anwarullah@uo.edu.pk

ABSTRACT

The intellectual stagnation of the Muslim Ummah nowadays has various dimensions. First, it may be difficult for many to believe that the Ummah is in intellectual stagnation; such as the challenge of atheism, the challenge of terrorism, sectarianism and extremism, intellectual stagnation, deviations in the understanding of religion and interpretation of religion, moral decay and political and cultural thinking, leadership crisis. The problem of being left behind in the world, intellectual, social, and moral limitations produced by the media, skepticism or Orientalism, cultural marginalization, family system disintegration, and women's social standing. Purpose Muslim communities have so many intellectual constraints that it's hard to pick the largest one. Intellectual stagnation is to blame. This article will show the Muslim Ummah how to get out of its intellectual rut, which will help the Muslim Ummah move forward and grow.

Key words: *Quran, Ideology, Stagnation, Westernization, Muslim Ummah*

اسلام کائنات ارضی میں فقط ایک ہی ایسا مذہب ہے جسے ایک مکمل مذہب اور ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔اور تقریباً(55) پچپن ممالک زبانی، کلامی اس کے پیروکار بھی ہیں۔جو قولاً اپنے دین کو ابدی بھلائیوں اور کامرانیوں کا محور بھی قرار دیتے ہیں اور دین اسلام کے نام پر ہر دم کٹ مرنے کو تیار بھی ہیں اور اس کی تعلیمات سے حقیقی طور پر منحرف بھی ہیں اور کہنے کو مسلمان، بتانے میں مبلغ اور اس پر عمل کے لیے آمادہ بھی نہیں ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اتنے مسلم ممالک میں کہیں بھی اسلام کا مکمل نفاذ نہیں ہے بلکہ جنہوں نے اسلام پر تحقیق کر کے اپنی معاشی، معاشرتی، سیاسی سرحدوں کو اتنا مضبوط کر لیا ہے کہ اب امت مسلمہ کے ہر اثاثے پر ہی کیا بلکہ امت مسلمہ کے اذہان وابدان، سے تو معاشرت پر ہر طرف سے قابض ہونے کا سامان کر رہے ہیں اور عملاً اس کے لیے کوشاں ہیں جبکہ دوسری طرف امت مسلمہ اپنے ماضی کے درخشاں کارناموں کا ذکر تو فخر سے کرتی ہی مگر حال واستقبال کی فکر سے خالی ہے اور اقوال میں سپریم پاور پر ایسا یقین رکھتی ہے کہ جو بن کچھ بھی ہاتھ پاؤں ہلائے سب کچھ اقوام مغرب سے چھین کر ان کی گود میں ڈال دے جبکہ فطرت کا اصول ہے۔جب تک تم خود کچھ نہیں کروگے کچھ نہیں ہوگا۔

”ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر ما بانفسھم“(1)

”خدا نے آج تک اس قوم کی حالت کو نہ بدلا جس کو نہ ہو خود خیال اپنی حالت کے بدلنے کا“

اسباب وحل

فطرت کا ظابطہ ہے کہ جو سعی کرتا ہے انجام کار اسی کا مقدر بنتا ہے۔

”لیس للانسان الا ماسعی“ (2)

”انسان کو ہی ملتا ہے جس کی تگ ودو کرتا ہے“

اگر نظام حیات میں جدت چاہیے تو تازہ خون شامل کرنا پڑے گا۔جیسے انسانی جسم کے پرانے غیر مرئی خلیے ٹوٹ جاتے ہیں اور ان کے مثل جدید حیات نو لے لیتے ہیں۔جی بالکل ایسے ہی قدیم افکار و نظریات میں جدت کی حیات نو درکار ہے لہذا نئی سوچ، نئی فکر، نئی پلانگ بدن میں روح کی طرح ضروری ہے مگر ہماری معیشت، معاشرت، سیاست، تمدن، تہذیب حتی کہ رہن سہن کے اطوار بھی مغرب کے رہن منت ہیں،اور ہماری معیشت و معاشرت اور سیاست تو مغرب کے وینٹی لیٹر پر ہے یہی وجہ ہے کہ جب وہ چاہیں قوم لوط پر عذاب کی مانند تہہ کو بالا حاکم کو محکوم اور حکام کی تقدیریں لوح مغرب پر لکھی جاتی ہیں۔ہر چیز فرد وادارہ کی ایک فطری عمر ہوتی ہے جب اس جدت کا اصول بھلا دیں تو وہ پراگندگی اور تشت وافتراق کا شکار ہو جاتی ہے۔

درد مند امت کہتا ہے:

"حیات تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود

یہ سنگ وخشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہے"

یہ کوئی معمولی بات ہے؟

1_الرعد 13/11

2_النجم 53/39

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

قرآن مجید جو تمام انسانیت میں پائی جانے والی خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے آخری، دائمی، ابدی اور مکمل نسخہ شفاء ہے پہلی وحی میں آغاز لفظ ''اقراء'' سے فرماتا ہے اور پھر ''علم الانسان مالم یعلم''[1] سے بحر تحقیق میں غوطہ زنی کی دعوت دیکر ''علم بالقلم'' کے ذریعہ نتائج فکر محفوظ کر کے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا سامان فرمایا۔

اسلام نے اپنی تعلیمات کا آغاز اسی لیے علم، تدبر و تفکر سے کیا ہے مجموعہ توہمات و رسومات ناکارہ کا قلع قمع فرمادیا۔ مسلم امۃ کا فکری جمود صدیوں پر محیط ہے اس موضوع پر مختلف سکالرز کے اپنے تخصوصات پیش کیے ہیں۔

۱۔ فقہاء مجتہدین کا خیال ہے کہ جب اجتہاد کا عمل تمدن و تہذیب سے الگ تھلگ ہو گیا اور بالخصوص کوفہ و بصرہ کے فقہاء نے انتہا، نادر الوقوع مسائل کا حل بھی پوری توضیحات کیساتھ پیش کر دیا۔ فطری عمل ہے انسانی رویوں میں کوشش و سعی مسائل حل کرنے کے لیے ہوتی ہے اور تمام ممکنہ امور حل شدہ تیار مل گئے تو رفتہ رفتہ اجتہاد کا رستہ بند ہی ہو گیا۔ اولاً تقلید آسانیاں پیدا کرنے کے لیے تھی لیکن وہی مرہم ناسور بن گئی اور نتیجۃً فکر و دانش کے تمام سوتے خشک ہو گئے۔

۲۔ دوسری رائے یہ بھی ہے کہ تاتاریوں نے مسلم امۃ کو ذخائر کتب اور قد آور علمی شخصیات سے محروم کر دیا ایسی صورت میں مسلم امہ کو اپنا وجود قائم رکھنا خاصا مشکل ہو گیا تو تخلیقی کارناموں کیلئے ماحول ہی کہاں ساز گار نہ رہا۔

۳۔ تیسرا خیال یہ بھی ہے کہ اہل تصوف افراد کی گوش نشینی بھی علم و تحقیق اور نت نئی جستجو میں رکاوٹ بنی مزید ایک خیال یہ بھی ہے کہ مسلم فکر میں جب علم کا تصور ہی تبدیل ہو گیا کہ دینیات کو علم کا عنوان سونپا گیا اور علم کا تقسیم کر دیا گیا تو غور و فکر اور تدبر کی بجائے صرف نقل کو ہی علم سمجھا گیا۔

۴۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ مسلم معاشروں میں مختلف شعبوں میں تقسیم اپنی الگ حیثیت کی اچھائی کیساتھ ساتھ وسعت علم سے خالی کر گئی۔

۵۔ میری رائے یہ ہے کہ اپنی زبان کے علاوہ کسی دوسری قوم کی زبان میں علم سیکھنا صرف سیکھنے کی حد تک تو کفایت کر جاتا ہے لیکن غور و فکر کر کے نئی راہیں متعین کرنا اور اس غیر زبان میں تخلیقی کارنامے وقوع پزیر ہونا غور و فرا اور تدبر کے نتیجے میں خاصاً مشکل ہی نہیں بلکہ کافی حد تک ناممکن سا ہے بندہ اپنی زنان میں جملوں کی بناوٹ۔ گرائمر کی مشکلات اور مفہوم سمجھنے کی حد تک کوشش میں ہی نہیں بلکہ نئی تخلیقی راہیں متعین کرتا ہے جبکہ غیر قوم کی زبان میں وہ عام مسئلہ سمجھنا ہی معمہ بن جاتا ہے۔

مثلاً ہر قوم اگر زراعت، میڈیکل اور قانون اپنی زبان میں جتنا جدلی اور اچھا سمجھا جا سکتا ہے اور غور و فکر سے نتائج اور تخلیقی کام ہو سکتا ہے شاید اس حد تک کسی دوسری زنان میں کامیابی نہ ہو۔ پھر ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ موجودہ دور کی دینی تعلیم جو در حقیقت دینی تعلیم برائے مخصوص مکاتیب فکر کی تعلیم ہے اس تعلیم کی تمام تر سعی جمیلہ اپنے مکتبہ فکر کے بزرگوں سے عقیدت عقیدے کی حد تک کم از کم ہوتی ہے اور اس کا جز لازم دوسروں سے نفرت ہے جبکہ عقیدت، نفرت تحقیق و جستجو کے لیے سمِ قاتل ہے کیونکہ عقیدت و نفرت کی آلودہ فضا میں علم و تحقیق کا شجر طیبہ کبھی پھول پھل نہیں سکتا۔

اس لیے قرآن نے یہ اصول عطا کیا ہے۔

''ماکان بشر ان یوتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کو نو اعبادی من دن اللہ ولکن کونو ا ربانیین''[2]

''کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ اس کو کتاب، حکمت و نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جائو اور لیکن کہو تم اللہ کے بندے بن جائو اس سب سے کہ تم خود قرآن پڑھتے ہو اور دوسروں کو تعلیم بھی دیتے ہو''

ہماری رسمی تعلیم کے ادارے تو ہماری معاشی کفالت پوری کرنے والے افراد تیار کرتے ہیں گویا ہماری جدید درس گاہوں میں انسان کی بجائے دولت پیدا کرنے والی انسانی مشینیں تیار کر جاتی ہیں یہی وجہ ہے انسان کو عقل شعور، انسانی، سماجی، ادبیات، فلسفہ جو انسانی فکر شعور کو جلا بخشنے والے علوم کو اکثر جامعات سے بے دخل کر دیا گیا ہے۔

ترک قرآن

مسلم فکری جمود کا ایک بڑا ذریعہ ترک قرآن بھی ہے۔ قرآن کا فکری انقلاب تاریخ عالم انسانیت کا سب سے بڑا انقلاب ہے کہ ایک معبود کے سامنے جھکا کر توحید کا درس دیا انسانیت کی سوچ کو پتھروں، جانوروں، درختوں اور مختلف اشیاء کی غلامی سے آزاد کیا اور تسخیر کائنات کی طرف مدعو کیا قرآن چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا۔ جو عربوں کے لیے سمجھنا نہایت آسان تھا لیکن جوں جوں اسلام عجم مین پھیلا اس کی تفہیم مشکل سے مشکل تر ہوتی گئی کہاں وہ عرب کے لوگ جو کوئی زیادہ تہذیب یافتہ یا متمدن اور مقدر میں افراد زیادہ تعلیم یافتہ بھی نہ تھے لیکن وہ قرآن فہمی اور قرآنی فلسفہ انقلاب سے خوب واقف بھی تھے اور عمل پیرا بھی دوسری طرف ان کا سامنا دنیا کی دو سپر پاور قیصر و کسریٰ سے تھا جو اپنے دور میں انتہائی متمدن تھے جن کا ماضی درخشاں تھا جن حال قابل رشک تھا جو مہذب ہی نہ تھے بلکہ منظم بھی تھے ان کی تاریخ تابناک تھی عربوں نے ان مہذب، منظم، درخشاں و تابناک احوال کی اقوام کی بھی اصلاح کی اور قرآنی فلسفہ انقلاب کے ذریعہ دنیا پر چھا گئے علوم و فنون کی نئی نئی جہتوں کو متعارف کروایا اور عوج ثریا تک پہنچایا جب کہ اب ہمارے جدید ترقی یافتہ دور میں قرآن پڑھا ہوا اس کو سمجھا جاتا ہے جو صرف الفاظ کی تلاوت بن سمجھے کر سکتا ہو وہ قرآن پڑھا ہوا ہے گویا اب قرآن پڑھنے سے مراد سمجھ سے خالی ہونا ہے۔

علمی، تحقیقی فکری جمود کا یہ عالم ہے کہ جو کتاب حیات تھی وہ کتاب ممات بن گئی۔ جو کتاب انقلاب تھی وہ صرف تلاوت تک موقوف ہو گئی۔ جو زندوں کے لیے دستور تھا وہ مردوں کا منشور بن گیا جسے پڑھ کر اور غور و فکر کر کے کائنات مسخر ہو سکتی تھی وہ صرف ذخیرہ ثواب کا ذریعہ ٹھہرہ گئی۔ جس کتاب میں ماضی کے اقوام کے عروج و زوال کے اسباب بیان ہوئے۔ ان کی خرابیوں کی نشاندہی فرما کر مثالی اور لازوالی معاشرہ قائم کرنے کے اصول مرتب ہیں اسی کتاب کو غلاف میں لپیٹ کر مقفل الماریوں کی رونق بنا دیا جسے بیڈ بک ہونا تھا وہ ہماری نظروں سے ہی اوجھل ہو گئی۔ جو گائیڈ بک تھی اس سے رہنمائی لینا بھول گئے جو بک آف لاء تھی اس کے مسلم سچے پکے اور کامیابی کے ضامن قوانین کے خلاف قانون بنانے لگ گئے۔

1_ العلق 5/96

2_ آل عمران 3/79

Vol.5 No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہمارے فکری جمود اور تقلید مغرب کا حال تو یہ ہے ہمیں لباس، تہذیب و تمدن، کھانے پینے کے انداز حتی کہ بندہ مشرقی اور سر کے بال مغربی پسند ہیں ہماری ترقی کا عروج اتنا ہی ہے کہ جو وہ کریں وہ ہم کریں کیونکہ فکر میں جمود اس حد تک پیوست ہو چکا ہے۔ان تمام تحدیات سے نمٹا جا سکتا ہے اور اگر چہ ہمیں گونا گوں ڈشواریاں در پیش ہیں مگر ہم ایسے معجزاتی دور سے گزر رہے ہیں کہ جہاں امام مسلم اور امام جاحظ کی طرح کتاب یا حدیث کی تلاش کے لیے جان کی بازی پیش لگانا پڑتی بلکہ ہر طرح کی معلومات ہماری انگشت شہادت کے انتظار میں ہے۔

اب سالہا سال کی محنت شاقہ سے لکھے تھے مواد کو چند دنوں یا چند ہفتوں میں حاصل کیا جا سکتا ہے اس کے لیے محض چند دنوں کی تربیت کی ضرورت ہے اب اس خوف سے کہ انٹرنیٹ اور یوٹیوب سے گندگی پھیلتی ہے بند کروانا کوئی مکمل مداوا نہیں بلکہ انٹرنیٹ اور یوٹیوب پر اپنا کام وسیع کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ایسے جدید ذرائع سے انحراف حقیقت میں بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ ذرائع مارکیٹ اور بازار کی طرح ہیں یہاں پر غلط چیز اگر بکتی ہے تو کوئی دوکان اچھی اور خالص چیز کی بھی ہو اگر کوئی تولے گا کیونکہ سماج میں جو بد عقیدگی، بے راہ روی، افراتفری کی تاریک رات کو اگر ہم اُجالا میں نہیں بدل سکتے تو بھی ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا ہمارے لیے جائز نہیں اپنے حصے کا دیا جلانا ہم پر واجب ہے کہ قرآن و حدیث کا پیغام تحقیقی اسلوب، حکمت بھرے انداز اور جدید ذرائع سے پیش کیا جائے اور فکر جمود کا قفل توڑا جائے اور کم از کم اپنی قوم کو تو اپنے درخشندہ ماضی سے متعارف کروایا جائے۔کیونکہ دیر تو ہو سکتی ہے مگر اندھیر نہیں۔"ان مع العسر یسرا" (1)

"ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی"

قیادت کا فقدان

یہ حقیقت تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد پاکیزہ قیادت کا فقدان امت مسلمہ کا مقدر بن گیا اگر چہ جزوی طور پر بعض علاقائی قیادتیں موثر کردار ادا کرتی رہیں بعض قائدین کے انتظامات مثالی رہے کسی کے رفاہی کام عوام کو آسائشیں پہنچاتے رہے بعض کی انصاف پسندی کے چرچے چہار سو گونجے کسی قیادت نے اپنی عوام کی خوشحالی کو مقصد بنایا کہ جب عوام خوشحال ہوں گے تو حکومت کو طول ملے گا دوسری طرف کچھ قیادتوں کا خیال رہا کہ عوام کو اتنا دباؤ کہ وہ سر اٹھانے کا سوچ بھی نہ سکے تا کہ نہ کوئی سکھ کا سانس لے اور نہ ہی کوئی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر سکے اور کسی لیڈر نے تو اپنوں سے بغاوت۔حرص اور لالچ کی وہ مثالیں قائم کی کہ اغیار کے ہم دوش کھڑے ہو گئے جیسے تقریباً نصف صدی سے ماضی اور حال کی صورت حال ہے مقتدر اشخاص سمجھتے ہیں کہ قیادتوں کی تقدیریں مغرب لکھی جاتی ہیں اسی لیے وہ ایسے فکری جمود کا شکار ہیں کہ اہل مغرب کی گود میں گر نا ہی عزت و وقار اور تکریم انسانیت کا تاج سمجھتے ہیں۔

مسئلہ تقدیر اور غیر اسلامی فلسفہ

مسئلہ تقدیر در حقیقت صفات الٰہی سے تعلق رکھتا ہے اس کا مکمل ادراک تو شاید انسانی بساط سے ماوراء ہے لیکن اس مسئلہ کے ابلاغی پہلو کا تعلق موجودہ فکری جمود سے بڑا گہرا ہے ہم اپنی کو تاہیوں، غفلت ،بے راہ روی، ہستی اور غلط فیصلوں کے غلط نتائج کا ذمہ دار تقدیر کو بنا دیتے۔مسئلہ تقدیر کا ایسا مفہوم و مطلب حکمران خاندانوں کے بڑا حق میں ہے اور اسی مفہوم پر قوم کو راضی رہنے کے لیے تیار بھی کیا جاتا ہے۔

قدریہ و جبریہ کا نظریہ

قدریہ و جبریہ در اصل دو نظریات ہیں عقائد قدریہ میں اعمال کا خالق و کاسب انسان ہی کو سمجھا جاتا ہے اس نظریہ میں قدرت خداوند کے ظہور کا قریب قریب انکار ہیں جبکہ دوسری طرف جبریت کا نظریہ ہے جو اعمال کا خالق و کاسب اللہ کو سمجھتے ہیں گویا نظریہ جبریہ میں انسان کا کوئی عمل دخل کسی کام میں نہیں یہ دونوں نظریات ہی افراط و تفریط کا شکار ہیں۔فلسفہ تقدیر حقیقت میں اللہ کا علم اور صفت ہے جس میں انسان ہی مجبور محض ہے اور نہ ہی عقل کل ہے انسان دینی تمام تر عقلی فکری عملی سعی انتہاء تک کرے پھر نتائج جو بھی ہوں خوش دلی سے قبول کر لیے جائیں۔مگر فلسفہ تقدیر عہد صحابہ ہی سے مختلف فیہ رہا ہے اور محدثین کی تعبیرات تقدیر سے متعلق قدرے نظریہ جبریہ سے نیتجتاً ملی جلی ہیں۔مسلمانوں میں جب سے عہد ملوکیت کا آغاز ہو ملوک خاندانوں کو یہ ی تعبیر بھلی لگی اور اسی پر اقوام کو راضی رہنے کے لیے آمادہ کیا کہ جس کے جو مقدر میں ہے بس وہی وہ کر رہا ہے یہ فکری جمود کی ایک واضح مثال ہے جبکہ ہادی برحق کا اعلان ہے۔

"لیس للانسان الا ماسعی" (2)

"انسان کو وہی (ضرور) ملتا ہے جس کی اس نے کوشش کی"

آپ ﷺ نے تقدیر پر بھروسہ کرنے کی بجائے عمل کرنے کی ترغیب دلائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ لا یغیر مابقوم حتی یغیر ما با نفسھم" (3)

"بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کو تب تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود کو نہ بدلے"

نبی کریم ﷺ نے تقدیر کے بہانے کبھی کسی عمل میں کو تاہی نہ کی اور نہ ہی کسی ناکامی کو تقدیر کے ذمے ڈالا۔

ارشاد خداوندی تو یہ ہے کہ

"یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتب" (4)

1_ا الم نشرح 6/94

2_ النجم 39/53

3_ الرعد 13/11

4_ الرعد 39/11

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

"اللہ پاک جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے (کیونکہ) اسی کے پاس اصل کتاب ہے"

اقبال بھی تڑپ کر کہتا ہے:

"خود بدلتے نہیں قرآں بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق"

غلامی و محکومی کو تقدیر کے ذمے ڈالنے والوں پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ اقبال علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"تقدیر کے پابند ہیں نباتات و جمودات

مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند"

مسلم امہ کے فکری مسائل کا حل

جو فارمولا اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا جس فارمولے کے ذریعے کی دنیا کی سب ہٹ دھرم اور بگڑی ہوئی قوم کو رسول پاک ﷺ نے صالح بنا دیا پھر ان تربیت یافتگان نے دنیا کی جدید ترین اقوام عالم کی بھی اصلاح کی اور ایک انتہائی پاکیزہ معاشرہ قائم کیا وہی فارمولا جو مجرب ہے اگر دوہرایا جائے تو ثمر آور ہو سکتا ہے کہ جس طریق پر امت کے پہلوں کی تربیت ہوئی اس نہج پر امت کے آخری کی بھی اصلاح ممکن ہے حضرت امام مالک نے بھی ایسا ہی مشورہ بہت پہلے عطا فرما دیا تھا۔ مسلم امہ نے تیر و تفنگ کی لڑائی سے کامیابی سے اخلاقی و تعلیمی تربیت حاصل کر لی تھی لہٰذا اب بھی اگر جنگ جیتنی ہے تو پہلے درس گاہ، خانقاہ اور تجربہ گاہ کی جنگ جیتنا ضروری ہے۔

بنیادی تعلیم

ہماری تعلیم کی بنیاد قرآن و سنت پر ہونا ضروری ہے جس کے ذریعہ پہلے قوم حقیقی معنوں میں قوم بنے نہ کہ صرف لوگوں کا جتھہ مراد یہ نہیں کہ علوم عقلیہ و نقلیہ سے انحراف بلکہ قرآن و سنت کو خد تحقیق، تجزیہ، استقرائی رطریق کار پر اور جدید تعلیم اور ذرائع کے استعمال پر آ کساتا ہے تعلیم کی جہت جو بھی ہو مگر اس پر غالب قرآن و حدیث کا اثر ہو ہمیں اس مقصد کے حصول کیلئے اس سطح کے ادارے قائم کرنا ہیں۔ جب ذرائع کم تھے سائنس دان، آرٹس، میڈیکل اسپلسٹ، ماہر ارضیات، فلکیات، ماہر غزایات مسلمان تھے اب کیوں نہیں۔

غیر مسلموں سے قلبی تعلق

قرآن پاک نے غیر مسلموں سے قلبی تعلق کے بارہ میں واضح ارشادات فرمائے ہیں کہ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ﳕ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍؕ-وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ"[1]

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ (صرف) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے"

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ید واحد اور اسلام نے ایک جسم قرار دیا کہ تمام امت کا نفع اور نقصان مشترکہ ہے ان کی ملت ایک ہے قرآن ایک خدا ایک رسول ایک اور دین ایک اور یہ امت ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔ تو گویا اغیار کو راضی کرنے کے لئے اپنوں کا قتل و خون اور ذلیل و رسواء کرنا منع فرما دیا حتیٰ کہ قرآن پاک میں کہا گیا کہ جب تم ان کی پیروی کروں گے تو ظالم قرار پاؤ گے اور یہ تم سے پھر بھی راضی نہ ہونگے۔

"وَ لَىٕنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَۚ-وَ مَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْۚ-وَ مَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍؕ وَ لَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِۙ-اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ"[2]

"اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے آؤ تو بھی وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ہیں اور (اے سننے والے!) اگر تیرے پاس علم آجانے کے بعد تو ان کی خواہشوں پر چلا تو اس وقت تو ضرور زیادتی کرنے والا ہو گا"

"وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْؕ-قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰىؕ-وَ لَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِۙ-مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ"[3]

"اور یہودی اور عیسائی ہر گز آپ سے راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کی پیروی نہ کر لیں۔ تم فرما دو: اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور (اے مخاطب!) اگر تیرے پاس علم آجانے کے بعد بھی تو ان کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو تجھے اللہ سے کوئی بچانے والا نہ ہو گا اور نہ کوئی مددگار ہو گا"

اسلام نے مسلمان کو الگ تشخص دیا حتیٰ کہ مسلمانوں کی عبادات معاملات اور تہوار الگ نوعیت کے ہیں جب رسول پاک ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے لوگوں کو عید مناتے دیکھا اور ان کی عیدوں کے دن یوم نیروز اور مہرجان تھے۔ آپ ﷺ نے بدل کر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ناموں سے بہتر عیدیں عطا فرمائیں۔ جس انداز میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین اپنی عبادات سر انجام دیتے تھے ان سے الگ طریقہ اختیار کیا یہاں تک کہ ایک آفاقی حکم نامہ ارشاد فرمایا کہ جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا قیامت کے روز انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"[4]

"جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔"

1_ المائدہ5/51

2_ البقرہ2/145

3_ البقرہ2/120

4_ أبو داؤد، رقم الحدیث: 4031

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جبکہ ہم نے بلا سوچے سمجھے مغرب کی تہذیب کو اپنے لئے اپنانا اعزاز سمجھا جو در حقیقت زہر قاتل ہے ہمارے نوجوانوں نے مغربی لوگوں کی طرح لباس رہن سہن خوشی غمی حتیٰ کہ کھانے پینے کے وہی انداز اپنائے جب انکی خواتین کے سر سے دوپٹے سرکے تو ہم نے فیشن سمجھا وہ نیم برہنہ ہوئے تو ہماری خواتین نے ترقی سمجھی انہوں نے کھڑے ہو کر کھایا پیا یا پھٹا ہوا لباس پہنا تو ہم نے سمجھا کہ شاید اس میں بھی کوئی ترقی کی راہ پوشیدہ ہو یہ سوچے بغیر کہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں مکمل ضابطہ حیات دین اسلام عطا فرمایا اور غیروں کی پیروی سے منع فرمایا۔

"لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ؟ قَالَ فَمَنْ ؟۔"(2)(1)

"تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طور وطریقوں کی اس طرح پیروی کروگے جس طرح ایک بالشت دوسری کے برابر ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تو تم اس میں بھی ان کے پیچھے لگوگے۔ ہم نے کہا، یارسول اللہ کیا وہ یہودی اور عیسائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، تو اور کون ہیں؟"

"مغرب نے سائنس و ٹیکنالوجی اور ترقی کے دیگر معروضی عوامل پر عمل کر کے دنیاوی خوش حالی تو حاصل کر لی ہے لیکن اس سے انکار ممکن نہیں کہ اس کا تصور علم الحاد پر مبنی ہے۔ چنانچہ سیکولرازم، ہیومنزم، لبرلزم وغیرہ کی بنیاد پر اور وحی کی رہنمائی کو رد کرتے ہوئے محض حواس اور تجربے کی اساس پر جو علم اس ترقی یافتہ مغرب نے پیدا کیا ہے، وہ اصولاً انکار خدا اور انکار آخرت پر مبنی ہے خواہ وہ سماجی علوم ہوں یا سائنسی۔ مسلم ممالک پر قبضہ کرنے کے بعد مغربی طاقتوں نے مسلمانوں کے نظام تعلیم کو ختم کر دیا اور اپنا نظام تعلیم بجبر نافذ کر دیا۔ آزادی کے بعد مسلم ممالک میں زمام اقتدار اکثر انہی لوگوں کے ہاتھ میں آئی جو مغرب پرست یا کم سے کم مغرب سے مرعوب تھے۔ چنانچہ انہوں نے مغربی علوم کی پیروی ہی کو ترقی کی اساس اور انسانیت کی معراج جانا۔ حالانکہ بنیادی ضرورت اس بات کی تھی اور ہے کہ اسلامی تصور علم کی بنیاد پر سارے علوم کو نئے سرے سے مدون کیا جائے، نئے نصابات تیار کیے جائیں اور ساری کتابیں نئے سرے سے لکھی جائیں۔ یہ کرنے کا بہت بڑا کام ہے جو مسلم نشاۃ ثانیہ کے لیے بالکل ناگزیر ہے لیکن کیا ہمیں اس کی اہمیت کا احساس ہے؟ ظاہر ہے جب تک ہم اپنے پورے نصاب تعلیم کی تشکیل نو اسلامی اصولوں پر نہیں کریں گے اور تعلیم میں مغربی فکر کی تقلید کرتے رہیں گے تو اس وقت تک ہم اسلام زندہ باد کے نعرے لگانے کے باوجود ذہنی و فکری بلکہ عملی طور پر غلام نسلیں ہی پیدا کرتے رہیں گے۔"(3)

انحطاط تعلیم

اسلامی تعلیم کی تشکیل نو انتہائی اہمیت کی حامل ہے ہر مختلف النوع ہے مسلم امہ تعلیمی انحطاط کا شکار ہے بالخصوص برصغیر کی تعلیم انگریز نے تباہ ہی کر دی تھی پھر علماء اسلام نے یہی غنیمت سمجھا کہ اپنے دینی ادارے بنا کر کم از کم ایک مسلمان کی شخصی اور ذاتی اسلامی ضرورت کو تو پورا کیا جاسکے اور دوسری طرف کچھ افراد ترقی اور جدت میں قوم کو مزید زوال سے بچانا چاہتے تھے انہوں نے یکسر دنیوی مقاصد کے لئے دوڑ لگا دی یہ دو تعلیمی دھارے الگ الگ بن گئے دینی اداروں نے خطباء و مدرسین تیار کیے اور دوسری طرف مسٹر تیار ہونا شروع ہو گئے اور یہ دوسرا طبقہ اندھا دھند انگریز کی تعلیم میں عروج سمجھتا تھا مگر افسوس کہ اب تک یہ دو دھارے اسی طرح باقی ہیں مدارس میں عصری علوم گناہ کبیرا سمجھے گئے اور مسٹر سمجھا کہ ترقی شاید اسلامی مذہبی شخص بن کر مجروح ہوئی تھی حالانکہ حقیقت کا ان دونوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

دینی اداروں کو جدید علوم سے متعارف کروایا جائے اور جدید آلات سے مزین ہوں۔ جدید طریقائے تدریس اور اساتذہ کی تربیت کے بالخصوص کورسز ہونے چاہئے جبکہ دوسری طرف عصری علوم کو اسلامی نہج اور طریق پر مدون کیا جانا چاہئے۔ لیکن ہمارے حکمران اب تک اس معاملہ میں اس آیہ قرآنیہ کے مصداق ہیں "صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ" (4)

تربیت کا فقدان

اسلام کی رو سے تو تعلیم کا مقصد ہی تربیت اور تزکیہ ہے۔ تزکیہ سے مراد نفس کو ایسے انداز میں سلجھانا کہ معاشرہ میں ایک نفع بخش فرد تیار کیا جائے کسی ملک کی تعلیم کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ شخص ان اصولوں کے مطابق زندگی گزارے کہ ملک کا کامیاب رکن بن سکے اور ملک و قوم کی ترقی میں موثر کردار ادا کر سکے لیکن ہمارے ہاں تعلیمی اداروں میں تربیت کا یہ حال ہے کہ زیر تعلیم طلباء کو جب کے ہاتھ میں کتاب ہونی تھی اس کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے جس نے کمزوروں، ضعیفوں، مسافروں کا سہارا بننا تھا وہ لٹیرا بن گیا۔ جس دوسرے کو راہ دیکھانا تھی وہ رہزن بن گیا جس کی زبان سے سیکھا اُسی ہاتھ بنایا جن والدین کے بڑھاپے کا بوجھ اٹھانا تھا ان کو انہی کے گھر سے نکال پھینکا یہ ہے ہماری تعلیمی اداروں کی تربیت کا حال سکولز کالجز اور یونیورسٹیز جتنا بڑا اور جدید ادارہ اتنی بڑی بے راہ روی نوخیز نوجوانوں کو اس نہج تک پہنچانے میں والدین سے لے کر تعلیمی ادارے اور پھر حکمران سب کا حصہ ہے۔ اگر اب بھی والدین اولاد کی اچھی تربیت کیلئے فکری مند ہو جائیں اساتذہ وقت پاس کرنے کی بجائے ایک چھوٹی چھوٹی بات روزانہ کی بنیاد پر سکھائیں۔ اچھی پالیسی بنا کر دیں تو نتائج اچھے ہوسکتے ہیں۔ ماضی میں والدین کی توجہ تھی اور اساتذہ زیادہ مخلص تھے تو نتائج آج سے زیادہ بہتر بہتر تھے۔ شاید اب ہماری ساری توجہ ایسے افراد تیار کرتے ہیں جو پیسہ کمانے والی مشین ہو۔

شرح تعلیم کا کم ہونا۔ بھی بڑا مسئلہ ہے مگر اس کے پیچھے بھی مغرب کی فکر کار فرما ہے۔ کہ غریب ممالک میں بجٹ پرابلم ہے غریب بچے پڑھ نہیں پاتے۔ پاکستان میں کس نے منع کیا کہ مسجد کو تعلیم کا مرکز بنا کر تعلیم عام کی جاسکے؟ کس نے سرکاری سکولز سے اعتماد اٹھایا؟ کس نے پرائیویٹ اداروں کو سپورٹ کیا جبکہ ماضی میں سرکاری اداروں کی تعلیم پرائیویٹ کی نسبت بہتر تھی۔ مسجد مکتب سکولوں کو بہتر کرنے کی بجائے بند کرنے اور کیوں کیے؟ اس کے پیچھے فقط وجہ یہ ہے کہ اگر لوگ پڑھ گئے تو شعود آئے گا اور پھر ایک دن مغرب اور مغربیت کا غلبہ مانند پڑ جائے گا سو اس لئے مقتدر طبقہ جو مغربی فکر کا مقلد ہے وہ ایسا نہیں ہونے دیتا۔ فرقہ واریت بھی مغرب کا ہدف ہے کہ آپس میں باتوں میں رکھیں تا کہ ان میں کوئی آفاقی سورج ہی پیدا نہ ہو کہ مل کر کسی اندرونی دوسری سوچ کے بارے میں سوچ سکیں

1_ البخاری، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح البخاری، مکتبہ دار العربی، رقم الحدیث 7320

2_ القشیری، محمد بن حجاج، الصحیح المسلم، دار لاحیاء التراث العربی، بیروت، رقم الحدیث:2669

3_ Dr. Muhammad Ameen. (2003). مسلم امہ کو درپیش فکری مسائل-ڈاکٹر محمد امین. Mahnama Al Sharia, 14(2), 20–29. http://alsharia.org/2003/feb/ummah-fikri-masayl-dr-amin?cv=1

4_ البقرہ2/171

Vol.5 No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

۔لہذا ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے اب ہم اختلافات کے متحمل نہیں ہیں بحیثیت مسلم امت ہمیں کام کرنا چاہئے۔ اختلافات کی جتنی باتیں ہیں ان میں کوئی ایسی بڑی وجہ نہیں کہ جسکی وجہ سے اکٹھے نہ ہو سکیں۔

"وَاعْتَصِمُوْابِحَبْلِ اللهِ"[1]

دفاع اور دعوت اصلاح

اپنے خیال اور نظریات کا دفاع اور غیر مسلم افراد کو دعوت دینا بھی ایک اہم مسئلہ ہے اسلام کے خلاف اگر غیر مسلم قلم یا زبان کو حرکت دے تو اس کا جواب اسلامی دلائل کیساتھ ساتھ سائنٹیفک اور لوجیکل انداز میں دیا جائے اس لئے کہ حرف اسلامی کتب سے جواب تو وہ مانے گا جو پہلے ان کتب کو مُسلم مانے اور غیر مسلم تو ان کتب و دلائل کو مانتا ہی نہیں اس لئے دفاع سائنٹفک طریقے سے ہونا چاہئے۔ مسلمان کو دعوت دی جاتی ہے کہ اسے اعمال کی اصلاح ہو اور وہ اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی اسلام کے روشن اصولوں کے مطابق گزار کر ایک اچھا نفع بخش مسلم فرد تیار ہو جبکہ غیر مسلم کو دعوت دینے کا مقصد ہوتا ہے اس کے ذہن کو متوجہ کرنا پھر متاثر کرنا اسلامی تعلیم سے پھر فتح کرنا لہذا غیر مسلم کو دعوت دینے کے لئے اسلام تعلیمات کے ساتھ ساتھ اس کی زبان، اس علاقہ کا کلچر، وہاں کے رسم و رواج، ان لوگوں کی مجبوریاں اور ان کی فکر و تہذیب کا علم ہونا ضروری ہے مزید ان کی زبانوں میں اسلامی لٹریچر وافر مقدار میں موجود ہو۔ ایسے ادارے قائم ہوں جو اس کام کے لئے افراد تیار کریں شاید ابھی تک ہاں میں جواب خاصہ مشکل ہو اگرچہ انفرادی طور پر کچھ علماء ایسا کر رہے ہیں مگر اس پر بڑی سطح پر کام کی ضرورت ہے۔

1_ آل عمران 3/103